سوال

(56) نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے دعا مانگنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز جنازہ سے فارغ ہوچکنے کے بعد میت کے لئے دعا مانگنا شرعاً کیسا ہے؟ کیا حدیث إذا صلیتم علیٰ المیت فاخلصوالہ الدعاء (جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خصوصی طور پر دعائیں کرو) اور ابن شیبہ کی حضرت علیؓ سے روایت کہ ''انہوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر میت کے لئے دعا''کی، سے اس کا جواز نکلتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بحث طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا نمازجنازہ سے فارغ ہوچکنے کے فوراً بعد میت کے لئے دعا کا جواز ہے یا نہیں؟... نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنے کی دلیل کے طور پر، سوال میں مذکور دو روایات پیش کی جاتی ہیں لیکن درست بات یہ ہے کہ میت کے لئے دعا نمازجنازہ کے دوران مانگی جائے۔ پہلی حدیث کی تشریح بقول علامہ مناوی رحمہ اللہ یوں ہے :

''میت کیلئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو کیونکہ اس نماز سے مقصود صرف میت کیلئے سفارش کرنا ہے جب دعا میں اخلاص اور عاجزی ہوگی تو اسکے قبول ہونے کی امید ہے'' (عون المعبود: ۳/۱۸۸)

اور مستدرک حاکم میں حضرت ابوامامہ کی روایت میں ہے :

وَیُخْلِصَ الصَّلَاةَ فِی التَّكْبِیرَاتِ الثَّلَاثِ یعنی

''جنازہ کی تین تکبیروں کے دوران اخلاص سے دعا کرے۔'' (مستدرک للحاکم علی الصحیحین، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، رقم ۱۳۳۱) مستدرک حاکم کی اس حدیث سے اس امر کی وضاحت ہوگئی کہ دعا کا تعلق خالصۃ حالت نماز کے ساتھ ہے نہ کہ بعد از نماز سے۔

اصولِ فقہ کا معروف قاعدہ ہے کہ الاحادیث یفسر بعضھا بعضا ''احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں''، اس بنا پر اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم نمازِ جنازہ پڑھنا چاہو تو میت کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کرو۔ یہ إقامة المسبب مقام السبب (سبب بول کر مسبّب مرادلینا) کی قبیل سے ہے، ارادہ سبب اور نماز مسبّب ہے۔ حدیث کے الفاظ فَأَخْلِصُوا میں ''فاء'' کے ترتیب و تعقیب بلامہلت ہونے کا یہی مطلب ہے اگر مقصود یہاں نمازجنازہ سے فراغت کے بعد دعا ہوتی تو پھر فاء کی بجائے لفظ ثُمَّ ہونا

چاہئے تھا جو عام حالات میں ترتیب اور تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔ احناف کی یہ توجیہ غلط ہے کہ فاء تعقیب کا یہ مطلب ہے کہ نماز کے بعد دعا کی جائے۔

علاوہ ازیں یہ حدیث سنن ابوداوداورسنن ابن ماجہ وغیرہ میں ہے اورامام ابوداودنے اس حدیث کوجنازہ کے دوران دعاپڑھنے کے ضمن میں ذکر کیا ہے انہوں نے اس پرعنوان یوں قائم کیا ہے : باب الدعاللمیت اوراس حدیث پرامام ابن ماجہ کی تبویب بھی ملاحظہ فرمائیں اورباربار غور سے پڑھیں :

باب ماجاء فی الدعاء فی الصلاۃ علی الجنازۃ یعنی نمازِجنازہ میں دعاکے بارے میں جوکچھ آیاہے ،اس کا بیان ...اس سے معلوم ہواکہ محدثین اوراحناف کے فہم میں زمین آسمان کا فرق ہے لہذااس تحریف پرانہیں ندامت کا اظہارکرکے حق کی طرف رجوع کی فکرکرنی چاہیئے۔حضرت عمررضی اللہ عنہ کا قول ہے ''مراجعۃ الحق خیر من التمادی فی الباطل'' باطل پراصرار سے بہترہے کہ آدمی حق کی طرف رجوع کرلے۔(إعلام الموقعین)

اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے قرآنِ مجید میں ہے

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (النحل:۹۸)

''جب تم قرآن پڑھنے لگو توشیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیاکرو۔''

ائمہ لغت زجاج وغیرہ نے اس کا معنی یوں بیان کیا ہے : إذاأردت ان تقرأالقرآن فاستعذباللہ ولیس معناہ استعاذبعد ان تقرأالقرآن ''جب آپ قرآن کی تلاوت کاارادہ کریں تواللہ سے پناہ مانگ لیاکریں،اس کا یہ معنی نہیں کہ تلاوتِ قرآن کے بعداعوذبا پڑھاکرو۔''

اسی کی مثل قائل کا قول ہے : إذاأکلت فقل بسم اللہ یعنی جب توکھانے کا ارادہ کرے توبسم اللہ پڑھ،اس کا قطعاً یہ معنی نہیں کہ کھانے سے فراغت کے بعد بسم اللہ پڑھنی چاہیئے''...امام واحدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ''فقہاء کرام کااس بات پراجماع ہے کہ استعاذہ قراءت سے پہلے ہے''۔(تفسیرفتح القدیر:۳/۱۹۳)

بلاشبہ شرع میں دعاکی بالعموم تاکید ہے۔غالباًاس بناپرفقہاء حنفیہ نے جنازہ میں قراءت سے استغنائی پہلواختیارکرکے اس کا نام دعاء وثناء وغیرہ رکھاہے۔مؤطاامام محمد میں ہے: لاقراءۃ علی الجنازۃ وہوقول أبی حنیفۃ اوریہ قول المبسوط للسرخسی رحمہ اللہ میں بھی ہے (۲/۶۴)...البتہ محقق ابن الہمام فتح القدیر (۱/۴۸۹) میں فرماتے ہیں :

''فاتحہ نہ پڑھےتاہم بہ نیت ِثناپڑھی جاسکتی ہے۔کیونکہ قراءت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں''

علامہ ابن الہمام جیسے محقق کی یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے،اس لئے کہ فاتحہ کی قراءت کا اثبات توصحیح بخاری میں موجودہے : باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ۔توپھرکیایہ بات معقول ہے کہ اثناءِ جنازہ میں اخلاصِ دعاکی تاکید تونہ ہو،لیکن سلام پھیرنے کے بعدکہاجائے کہ اب اِخلاص سے دعاکرو۔غالباًاس دھوکہ کے پیش نظر حنفی بھائی نمازِجنازہ کا توجھٹکا کرتے ہیں،بعدمیں لمبی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

اصولِ فقہ کا قاعدہ معروف ہے کہ ''عبادات میں اصل حظر(ممانعت)ہے،جواز کےلئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے''۔عہدِنبوت میں کتنے جنازے پڑھےگئے،کسی ایک موقع پربھی ثابت نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے نمازجنازہ کے بعددعاکی ہو۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے :

'مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ' (صحیح البخاری،بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ،رقم:۲۶۹۷)

''جودین میں اضافہ کرے وہ مردودہے۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں : علیک بالاثروطریقۃ السلف وإیاک وکل محدثۃ فإنہابدعۃ ''آثاراورطریقہ سلف کولازم پکڑو،اپنے آپ کودین میں اضافہ سے بچاؤوہ بدعت ہے۔''ذمّ

التاویل ازابن قدامہ

ابن الماجشون نے کہاکہ میں نے امام مالک سے سنا،وہ فرماتے تھے :

''جودین میں بدعت ایجاد کرکے ،اسے اچھا سمجھے توگویا وہ یہ باور کراتا ہے کہ محمدﷺ نے رسالت میں خیانت کی ہے،اس لئے کہ اللہ کا فرمان ہے اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ جو شے اس وقت دین نہیں تھی،وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی ''

امام شافعی فرماتے ہیں :''جس نے بدعت کو اچھا سمجھا اُسنے نئی شریعت بنالی''(السنن والمبتدعات)

رہاحضرت علیؓ کا اثر (فعل صحابی) تواس کا تعلق نمازِجنازہ کے متصل بعد سے نہیں بلکہ اس کا تعلق دفن میت کے بعد سے ہے کیونکہ مصنف نے اس اثر پرجو عنوان قائم کیا ہے اوراس کے تحت مذکورہ جملہ آثاراسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس دعا کا تعلق تدفین میت کے بعد سے ہے ،عنوان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے :'...فی الدعاء للمیت بعدمایدفن ویسوی علیہ' قبر پر مٹی برابر کرکے میت کےلئے دعا کرنے کا بیان۔اورتدفین کے بعد میت کےلئے دعا کرناثابت شدہ امر ہے جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے :

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو عبداللہ ذی نجادین کی قبر پر دیکھا،جب دفن سے فارغ ہوئے توقبلہ رُخ ہاتھ اٹھا کر دعا کی''(اخرجہ ابوعوانۃ فی صحیحہ،فتح الباری،۱۱ ۱۴۴)

تمام خیر سنت نبوی کی پیروی میں ہے،اوربدعت میں شر ہی شر ہے۔اللہ رب العزت جملہ مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔آمین!

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب الجنائز:صفحہ:117

محدث فتویٰ